ابن الجوزی
قسط نمبر (۲)

یہ وہ وقت تھا کہ ابن الجوزی کی شہرت اوجِ کمال کو پہنچ چکی تھی۔ خلیفۂ وقت ان کے وعظ میں حاضر ہوتے تھے اور بغداد کے اکثر لوگ پابندی کے ساتھ ان کی مجالسِ وعظ میں شرکت کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ پانچ ہزار سے دس ہزار تک لوگ تو ان کے درس میں حاضر ہوا کرتے تھے اور وعظ کی محفلوں میں ایک لاکھ کا مجمع ہو جاتا تھا (ابن رجب مخطوطہ ص۱۳۴ ابن رجب طبع دوم ص۲۲)[1]

لوگوں کا گمان ہے کہ ابن الجوزی کی مجلس میں بغداد میں دس ہزار آدمی سے زیادہ حاضر ہوتے تھے اور ان کے نواسے نے کہا کہ ایک لاکھ[2]

ان کے مواعظ اس درجہ پُر اثر ہوتے تھے کہ ایک لاکھ سے زیادہ آدمیوں نے ان کے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے توبہ کی۔ خود انھوں نے بھی اپنی کتاب "القصاص والمذکرین" میں اس قول کی تصدیق کی ہے۔ یہود و نصاریٰ میں سے بھی بیس ہزار آدمی ان کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے[3]

حکام کی قرابت

ابن الجوزی نے اپنے مواعظ کی بدولت جن میں ان کی فصاحت و بلاغت اور ان کے علم نے چار چاند لگا دیئے تھے، بڑی شہرت پائی اور ابن ہبیرہ کی وزارت کے زمانہ میں ان کے مقرب اور منظورِ نظر رہے[4]

ابن العماد الحنبلی نے لکھا ہے کہ ابن ہبیرہ کی حکومت میں اُنکی شان بڑھ گئی[5]

۱؎ ادارۂ معارف اسلامیہ ص۴۶۵

۲؎ مرآۃ [illegible] ابن الجوزی جلد ۸ ص۳۱۰، المنتظم (ابن الجوزی) جلد ۱۰ ص۱۹۴

۳؎ ادارۂ معارف اسلامیہ ص۴۶۸

۴؎ ادارۂ معارف اسلامیہ ص۴۶۵

۵؎ شذرات الذہب (ابن العماد الحنبلی) جلد ۴ ص۳۳۰، المنتظم (ابن الجوزی) ج ۱۰ ص۱۹۲

یہ تعلق اس حد تک بڑھا کہ ان کے دوسرے بیٹے ابو القاسم کی شادی وزیر کی لڑکی سے ہو گئی۔[1]

المستنجد باللہ ۵۵۵ھ میں خلیفہ ہوئے تو بغداد کے دیگر مشائخ وعلمائے بزرگ کے ساتھ ان کے لئے بھی ایک خلعت فاخرہ بھیجا گیا۔ خلیفہ المستضی باللہ (۵۶۶ھ ۵۷۵ھ) کے عہد میں ان پر خاص نگاہ کرم تھی۔ چنانچہ خلیفہ ہی کے نام پر انھوں نے اپنی کتاب "المصباح المضئ فی دولۃ المستضی" لکھی، پھر ۵۶۸ھ میں یعنی مصر میں فاطمیوں کا سلسلہ ختم ہو جانے اور خلیفہ عباسی کے نام کا خطبہ رائج ہونے کے بعد انھوں نے ایک اور کتاب "النصر علی مصر" لکھی اور اسے خلیفہ کی خدمت میں گزرا، خلیفہ نے بہت سے انعام کے علاوہ انھیں باب الدرب میں وعظ کہنے کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔[2]

خلفاء اور وزراء کے ساتھ ابن الجوزی کے یہ تعلقات کسب مال وزر یا کسی اور حاجت دنیوی کے لئے نہ تھے بلکہ علم وفضل میں ان کے مرتبہ کا یہ طبعی نتیجہ تھا۔ چنانچہ انھوں نے اپنے ایک فرزند ابو القاسم کے لئے جو کتاب "لفتۃ الکبد فی نصیحۃ الولد" کے نام سے لکھی ہے (مخطوطہ کتاب خانہ فاتحہ استنبول شمارہ ۵۰۹ نیز مطبوعہ قاہرہ ۱۳۴۹ھ) اس میں وہ فرماتے ہیں کہ کسب معاش کے لئے میں نے کبھی کسی امیر کی خوشامد نہیں کی۔[3]

ابتلاء وآزمائش جیسا کہ اکثر مآخذ میں مذکور ہے کہ آخر عمر میں ابن الجوزی پر بڑی بڑی مصیبتیں پڑیں۔ ان [illegible]

[1] مقدمۃ ذم الھوی (السید مصطفی عبد الواحد، ص ۹
[2] ادارۂ معارف اسلامیہ ص ۳۶۸
[3] ادارۂ معارف اسلامیہ ص ۳۶۸

کہ ان کے اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے فرزند کے مابین مخالفت ہو گئی تھی اس لئے کہ ابن الجوزی ان کے والد ماجد کو نہ ماننے والوں میں سے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ کچھ اور اثرات بھی کارفرما تھے اور نتیجہ یہ ہوا کہ ابن الجوزی کو شہر واسط میں قید کر دیا گیا۔ اس قید و مشقت میں انھوں نے پانچ سال گذارے اور آخر ۵۹۵ھ میں خلیفۂ وقت کے حکم سے انھیں رہا کیا گیا۔ (الیافعی، مراۃ الزمان وغیرہ الیقظان حیدرآباد)[۱]

آخری زندگی میں ان کی یہ حالت باقی نہیں رہی۔ ۵۹۰ھ میں بغداد میں وزارت ابن القصاب کے حوالہ ہو گئی۔ وہ شیعیت کی جانب مائل تھا اس نے اپنے ماسلف وزیر ابن یونس کو قتل کر دیا اور بعض شیعہ اس سانحہ میں ان کے ساتھ ہو گئے۔ ان لوگوں نے ابن الجوزی پر بھی دعویٰ دائر کر دیا۔ اس لئے کہ وہ ابن یونس کے مددگاروں میں سے تھے اور شیعہ کے مخالفوں میں سے تھے۔ اس سلسلہ میں انھوں نے ایک کتاب "درۃ الاکلیل" تالیف کی۔ ان کے نواسہ کا خیال ہے کہ یہی ان کے دعویٰ کا سبب بنا[۲]

ذہبی کا خیال ہے کہ ابن الجوزی کے بیٹے اور ایک شیخ مسمی الرکن بن عبدالوہاب کے درمیان دشمنی ہو گئی۔ اسی نے ابن القصاب کو اس پر برانگیختہ کیا[۳]

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابن القصاب نے ابن الجوزی کو واسط کی طرف جلاوطن کرنے کا حکم صادر کر دیا۔

ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے کہ آخر عمر میں انھیں سخت مصیبت سے

۱؎ دائرۂ معارف اسلامیہ ص ۳۶۹

۲؎ مرآۃ الزمان (سبط ابن الجوزی) جلد ۸ ص ۲۳۴

۳؎ تذکرۃ الحفاظ (ذہبی) جلد ۴ ص ۱۳۵

دوچار ہونا پڑا۔ ان کو گالیاں دی گئیں، اہانت کی گئی، ان کے گھروں کو برباد کر دیا گیا، ان کی اولاد کو متفرق کر دیا گیا۔ پھر ایک کشتی میں ڈال کر انھیں واسط کی طرف لے جایا گیا اور وہاں ایک گھر میں ان کو قید کر دیا گیا۔ وہاں وہ خود اپنے کپڑے دھوتے اور کھانا پکاتے، وہاں اسی حالت میں پانچ برس تک رہے لیکن حمام میں جانے کا موقعہ نہیں دیا گیا۔[۱]

اس عظیم آزمائش سے انبیاء، علماء، فضلاء اور اولیاء بھی دوچار ہوئے تھے اور اس کو انھوں نے صبر اور شکر کے ساتھ برداشت کیا۔[۲]

شاعری ابن الجوزی کا اصل میدان تو وعظ تھا لیکن وہ شاعری بھی کرتے تھے۔ چنانچہ ابن خلکان لکھتے ہیں "وله اشعار کثیرة" ان کے بہت سے اشعار ہیں پھر کچھ اشعار نقل کئے ہیں۔

عذیری عن فتیة بالعراق　　فقلوبھم بالجفا قُلَّب
یرون العجیب کلام الغریب　　وقول القریب فلا تعجب
لیازیبھم ان شذرت بخیر　　ابی غیر جیرانھم تعتلب
وعذرہم عند توبیخھم　　مغنیتہ الحی لا تطرب[۳]

ابن العماد الحنبلی نے کہا "ونظم الشعر الملیح"[۴] لیکن انھوں نے ان کے اشعار نقل نہیں کئے ہیں۔

ابن الفرات نے کہا کہ ابن الجوزی کے بہت سے اشعار ہیں اور انھوں نے

۱۔ تذکرة الحفاظ (ذہبی)، جلد ۴ ص ۱۳۵۔ مقدمہ ذم الہوی (مصطفیٰ عبدالواحد) ص ۱۱
۲۔ مرآة الزمان (سبط ابن الجوزی) جلد ۸ ص ۲۸۱ و ۳۱۱
۳۔ دائرة المعارف (البستانیہ) ابن خلکان جلد ۳ ص ۱۴۲
۴۔ شذرات الذہب (ابن العماد الحنبلی)، جلد ۴ ص ۲۲۹

ایک بڑا دیوان چھوڑا ہے۔ پھر انھوں نے دو شعر کو نقل کیا ہے جس میں وہ بغداد اور اہل بغداد پر خفگی کا اظہار کرتے ہیں۔

یحنا نری بغداد اطیب منزلاً   فلما تباعدنا استبانت عیوبہا
وصح لنا قول الذی کان قائلاً   ہوی کل نفس حیث کان حبیبہا[1]

ابو شامہ نے "الذیل علی الروضتین" میں روایت کیا ہے کہ ابوالفرج کے بہت سے اشعار ہیں اور ان میں سے ان اشعار کو نقل کیا ہے۔ ؎

یا صاحبی ان کنت لی او معی   فنج علی وادی الحمی نرتع
وسل عن الوادی وسکانہ   واشد فوادی فی ابی الجمع
حی کثیب الرمل رمل الحمی   وقف وسلم لی علی لعلع[2]

تصنیفات

تصنیف و تالیف سے بھی ابن الجوزی کو غیر معمولی شغف تھا۔ وہ جس روانی سے وعظ کہتے تھے، ایسی ہی تیزی سے لکھتے بھی تھے[3]

حافظ ذہبی نے لکھا ہے کہ کسی عالم نے اتنی کتابیں تصنیف نہیں کی ہیں جتنی کتابیں ابن الجوزی نے تصنیف کی ہیں[4]

ابن خلکان نے لکھا ہے کہ انھوں نے بے شمار کتابیں تصنیف کیں اور ان میں سے بہتوں کو اپنی تحریر میں لکھا[5]

مصطفےٰ عبدالواحد نے "مقدمۃ الہوی" میں لکھا ہے کہ لوگ اس سلسلہ میں

---

[1] تاریخ ابن الفرات (ابن الفرات) المجلد ۴ جلد ۲ ص ۲۱۶

[2] ابو شامہ ص ۲۳

[3] ادارہ معارف اسلامیہ ص ۴۶۹

[4] تذکرۃ الحفاظ (ذہبی) جلد ۴ ص ۱۳۳

[5] وفیات الاعیان (ابن خلکان) جلد ا ص ۵۰۳

غور کرتے ہیں اور یہاں تک کہتے ہیں کہ ان کی کتابوں کی کاپیوں کو جمع کیا گیا اور ان کی مدت عمر کا حساب لگایا گیا، اور ان کاپیوں کو اس مدت پر تقسیم کیا گیا تو ہر دن ۹ کاپیوں پر حساب بیٹھا۔ یہ ایک بڑی بات ہے، عقل اس کو قبول کرنے کو تیار نہیں ہے[۱]

انھوں نے مزید لکھا ہے: لوگوں نے ان کی بہت سی کتابوں کا ذکر کیا ہے مگر مختلف کتابوں میں جو ان کی کتابوں کا ذکر ملتا ہے وہ سو تک ابھی نہیں پہنچتی ہے[۲]

استاذ مصطفیٰ عبدالواحد نے اپنی رائے کی صحت کے لئے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جس کا ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں ذکر کیا ہے وہ کتابیں ۳۴ ہیں پھر ان کتابوں کو نقل کیا ہے جس کا تذکرہ دوسرے حضرات نے کیا وہ ۳۲ ہیں۔ ان کتابوں کا مجموعہ ۶۶ ہوا۔

استاذ مصطفیٰ عبدالواحد نے ابن الجوزی کی تصنیفات کی تحقیق میں زیادہ کوشش سے کام نہیں لیا ہے۔ اس لئے کہ استاذ عبدالحمید العلوجی نے ابن الجوزی کی تصنیفات پر ایک سبق مرتب کیا ہے۔ جو کتابی شکل میں آچکا ہے۔ اس میں انھوں نے ۳۸۳ کتابوں کا تذکرہ کیا ہے۔ ۲۷ قرآن اور علوم قرآنی میں، ۴۲ حدیث، علوم حدیث اور رجال حدیث میں، ۴۵ مذاہب اصول، فقہ اور عقائد میں، ۱۴۳ وعظ، اخلاق میں، ۱۰ طب میں، ۱۶ شعر اور نعت میں، ۴۶ تاریخ، جغرافیہ، سیر اور حکایات میں، ۱۱ قصص اور حکایات میں، ۱۰ تاریخ میں اور ۲ جغرافیہ میں[۳]

یہ عدد اس سے مختلف نہیں ہے جس کو ابن العماد الحنبلی نے ذکر کیا ہے ابن الجوزی

۱؎ مقدمہ ذم الہوی مصطفیٰ عبدالواحد ص۱۲

۲؎ ایضاً ایضاً

۳؎ العلوجی ص۲۳۹-۲۲۲

سے ان کی تصنیفات کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ ۳۴۰ سے زیادہ میں ان میں سے بعض وہ ہیں جو دس جلد یا اس سے کم میں ہیں۔[۱]

کثرت تالیفات کی بنا پر بھی آپ کو خاص شہرت ان کے وقت تک کسی مسلم صاحب تصنیف نے اتنی کتابیں تصنیف نہیں کی تھیں، ان کتابوں کی ایک فہرست، جو خود ابن الجوزی نے مرتب کی ہے، ابن رجب کی ذیل طبقات الحنابلہ میں مذکور ہے (مخطوطہ مذکور ص۱۳۵ تا ۱۳۸) سبط ابن الجوزی نے بھی مرآۃ الزمان میں مضامین کی ترتیب سے ایک فہرست دی ہے، یہ فہرست کوئی اڑھائی سو کتب پر مشتمل ہے، ان میں سے جو کتابیں آج موجود و معلوم ہیں ان کی تعداد سو کے قریب ہے (قب براکمان ۱: ۵۰۱، تکملہ ۱: ۹۱۴)[۲] ابن الجوزی کی مطبوعہ کتابوں کی ایک فہرست مقدمہ فضائل القدس میں شامل ہے —— وہ فہرست پیش ہے ——

(۱) اخبار اہل الرسوخ (القاہرہ ۱۳۲۲ھ)

(۲) اخبار الحمقی والمغفلین (دمشق ۱۳۴۵ھ)

(۳) اخبار الظراف والمتماجنین (النجف ۱۹۶۷ھ)

(۴) اخبار النساء (دمشق ۱۳۴۷ھ)

(۵) الاذکیاء (دمشق ۱۹۷۱ء)

(۶) بستان الواعظین ورياض السامعین (القاہرہ ۱۹۶۳ء)

(۷) تاریخ عمر بن الخطاب (القاہرہ ۱۹۲۴ھ)

(۸) التاریخ والمواعظ (بغداد ۱۳۴۸ھ)

(۹) تبصرۃ الاخبار فی ذکر نیل مصر واخواتہ من الانہار (دمشق ۱۳۴۴ھ)

---

[۱] شذرات الذہب (ابن العماد الحنبلی) جلد ۴ ص۳۳۱

[۲] دائرہ معارف اسلامیہ ص۴۶۹

(۱۰) تحفۃ الواعظ ونزہۃ الملاحظ (بغداد)
(۱۱) التحقیق فی احادیث الخلاف (القاہرہ ۱۹۵۴ء)
(۱۲) تقویم اللسان (القاہرہ ۱۹۶۶ء)
(۱۳) تلبیس ابلیس (القاہرہ ۱۹۲۸ء)
(۱۴) تلقیح فہوم الاثر فی التاریخ والسیر (دہلی ۱۸۶۹ء و ۱۹۲۷ء)
(۱۵) تنبیہ النائم الغمر علی حفظ مواسم العمر (الجوائب ۱۸۸۵ء)
(۱۶) دفع شبہۃ التشبیہ والرد علی المجسمۃ (دمشق ۱۹۴۵ء)
(۱۷) ذم الہوی (القاہرہ ۱۹۶۲ء)
(۱۸) الذہب المسبوک فی سیر الملوک (بیروت ۱۸۸۵ھ)
(۱۹) روح الارواح (القاہرہ ۱۳۰۹ھ)
(۲۰) صید الخاطر القواریر (القاہرہ ۱۹۱۴ء)
(۲۱) زاد المسیر فی علم التفسیر (دمشق ۱۹۶۷ء)
(۲۲) سلوۃ الاحزان۔
(۲۳) سیرۃ عمر بن عبد العزیز (القاہرہ ۱۳۳۱ھ)
(۲۴) صیفۃ الصفوۃ (حیدرآباد ۱۳۵۵ھ)
(۲۵) صید الخاطر (دمشق ۱۹۶۰ء)
(۲۶) الطب الروحانی (دمشق ۱۳۴۸ھ)
(۲۷) القرامطۃ (بیروت ۱۹۶۸ء)
(۲۸) القصاص والمذکرین (بیروت ۱۹۷۱ء)
(۲۹) لفتۃ الکبد الی نصیحۃ الولد (مصر ۱۳۴۹ھ)
(۳۰) المدہش فی علوم القرآن والحدیث (بغداد ۱۳۴۸ھ)

(۳۱) ملتقط الحکایات (القاہرہ ۱۳۰۹ھ)
(۳۲) مناقب الامام احمد بن حنبل (القاہرہ ۱۳۴۹ھ)
(۳۳) مناقب بغداد (بغداد ۱۳۴۲ھ)
(۳۴) مناقب الحسن البصری (القاہرہ ۱۹۳۱ء)
(۳۵) المنتظم فی تاریخ الملوک والامم (حیدرآباد ۱۳۵۷ھ)
(۳۶) مولد النبی (القاہرہ ۱۹۲۶ء)
(۳۷) نقد العلم والعلماء (القاہرہ ۱۳۴۰ھ)
(۳۸) الوفاد باحوال المصطفیٰ (القاہرہ ۱۳۲۲ھ)
(۳۹) یاقوتۃ المواعظ والموعظۃ (القاہرہ، ۱۳۲۲ھ)
(۴۰) مختصر مناقب عمر بن عبدالعزیز (لیپزک ۱۸۹۹ء)
(۴۱) مختصر مناقب بغداد (بغداد ۱۹۶۲ء)
(۴۲) تلخیص التبصرۃ (دمشق)[1]

جلاوطنی سے واپسی اور وفات | جلاوطنی کے آخری سال میں ان کے چھوٹے لڑکے یوسف (ابو محمد متوفی ۶۴۰ھ) ۱۵ سال کے ہو چکے تھے[2] چونکہ سبط ابن الجوزی نے ان کی ولادت کا سال ۵۸۰ھ لکھا ہے ——— انھوں نے اپنے والد کو نکالنے کے لیے کوشش شروع کی، اور وہ خلیفہ ناصر اور ان کی والدہ کے پاس گئے اور ان سے رحم کی درخواست کی[3] انھوں نے ان کی درخواست کو قبول کر لیا، اور ان کے والد کو واپسی کی اجازت دے دی چنانچہ ابن الجوزی جلاوطنی سے اس وقت واپس لوٹے جبکہ وہ ۸۵ سال کے ہو چکے تھے، اس کے بعد

[1] مقدمہ فضائل القدس ص ۵۶-۵۵
[2] مرأۃ الزمان (سبط ابن الجوزی) جلد ۸ ص ۲۹۵
[3] 〃　〃　〃　〃　〃 جلد ۸ ص ۲۹۵

وہ دو سال بھی زندہ نہ رہ پائے کہ موت نے ان کو اپنی آغوش میں لے لیا، وہ ۱۲ رمضان ۵۹۷ھ جمعہ کی رات تھی، بغداد میں ایک ماتم بپا ہو گیا، جنازہ کو مقبرۂ امام احمد بن حنبل تک اعزاز و اکرام کے ساتھ لایا گیا[1]

واسط کے بعد آپ بغداد تشریف لے آئے اور رمضان ۵۹۷ھ ۱۲۰۱ء میں مختصر سی علالت کے بعد وفات پائی، اس روز بغداد کی سب دوکانیں بند رہیں اور تمام شہر ماتم کدہ بن گیا[2]

سبط ابن الجوزی کا بیان ہے کہ امام احمد بن حنبل کی وفات کے بعد اتنا بڑا اژدہام بغداد میں کسی کی موت کے بعد نہیں دیکھا گیا[3]

کثرت خلائق اور شدت زحام کی وجہ سے وہ یوم مشہود تھا، یہاں تک کہ سخت دھوپ کی وجہ سے ایک جماعت نے روزہ توڑ دیا[4]

ابو شامہ نے سبط ابن الجوزی سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بھیڑ کی وجہ سے ان کے صحبت یافتگان میں سے بہت سے لوگ اُن کی قبر تک نہیں پہنچ سکے اور لوگوں نے پورے رمضان موم بتی اور قندیل جلا کر ان کی قبر کے پاس رات میں قرآن ختم کیا[5]

ابن کثیر نے کہا "باب حرب میں اپنے والد کے نزدیک امام احمد کے قریب دفن کیے گئے اور انھوں نے وصیت کی تھی کہ ان کی قبر پر یہ اشعار لکھ دیے جائیں۔

یا کثیر العفو من کثرت ذنبی لدیہ   جاءک المذنب یرجو الصفح عن جرم یدیہ
انا ضیف وجزاء الضیف احسان الیہ[6]

---

[1] مقدمہ فضائل القدس صہ۴ [2] ادارہ معارف اسلامیہ صہ۴۶۸

[3] مرآۃ الزمان (سبط ابن الجوزی جلد ۸ صہ۲۸)

[4] تاریخ ابن الفرات المجلد ۴ ج ۲ صہ۲۱۹

[5] ابو شامہ صہ۲۵

[6] البدایہ والنہایۃ (ابن کثیر) صہ۲۹، ۳۰

پسماندگان سبط ابن الجوزی نے لکھا ہے کہ ان کے پاس تین لڑکے تھے، تاج الدین عبدالکریم جمال الدین المحب اور شرف الدین عبداللہ ان کے علاوہ چھ لڑکیاں تھیں۔ رابعہ، شرف النساء، زینب، جوہرہ، ست العلماء الکبریٰ، ست العلماء الصغریٰ تھیں، سبھوں نے ان سے حدیث کی سماعت کی[۱]

ابن الجوزی کے دو اور صاحبزادے بھی تھے، ابوالقاسم اور یوسف —— ایسا لگتا ہے کہ ان کی دوسری شادی بھی ہوئی تھی —— چنانچہ مقدمہ فضائل القدس میں مذکور ہے "یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ ابن الجوزی نے اس مدت میں کسی دوسری عورت سے شادی نہ کی ہو۔ اس کے بارے میں کچھ تفصیل معلوم نہیں، صرف یہ معلوم ہے کہ ان سے ایک لڑکا تھا، جس کا نام یوسف تھا، جس نے والد کی وفات کے بعد ان کی جانشینی کی[۲] یہ اپنے والد کی قبر کے پاس وعظ کہنے لگے اور اپنے والد کی جگہ انھیں لینے کی اجازت دی گئی، خلیفہ نے انھیں ... قمیص اور عمامہ بطور خلعت عطا کیا اور عمامہ سر پر باندھا[۳]

تذکروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ایک لڑکے ابوالقاسم بھی تھے چنانچہ ادارۂ معارف اسلامیہ میں مذکور ہے کہ انھوں نے اپنے ایک فرزند ابوالقاسم کے لیے لفتۃ الکبد فی نصیحۃ الولد کے نام سے لکھی ہے۔ (مخطوطہ کتاب خانہ فاتح استنبول شمارہ ۴۹۷۵ نیز مطبوعہ قاہرہ ۱۳۴۹ھ)[۴]

سبط ابن الجوزی نے بھی اپنے ماموں ابوالقاسم کا تذکرہ کیا ہے[۵]

---

[۱] مرآۃ الزمان سبط ابن الجوزی جلد ۸ ص ۳۲۵

[۲] مقدمہ فضائل القدس ص ۳۸

[۳] " " " " ص ۴۰

[۴] ادارۂ معارف اسلامیہ ص ۹۶۴

[۵] مرآۃ الزمان سبط ابن الجوزی جلد ۸ ص ۳۲۵

سبط ابن الجوزی نے یہ بھی لکھا ہے کہ اپنے دوسرے لڑکے ابوالقاسم کی شادی ابن ہبیرہ وزیر کی لڑکی سے کی۔[1]

اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ان کے ایک لڑکے کا نام ابوالقاسم بھی تھا ——— اور یہ دوسری بیوی سے تھے ———

یہ سب ہلاکو کے بغداد میں حملہ کے وقت شہید ہو گئے۔[2]

[1]۵۵۹ھ میں اپنی لڑکی رابعہ کی شادی علی بن رسید طبری سے کی[3] مگر ان کے داماد زیادہ دنوں تک زندہ نہ رہ سکے، چنانچہ پھر ان کی شادی ابن ہبیرہ کے ایک غلام سے کی، اور ان سے ایک لڑکا پیدا ہوا، یہی سبط ابن الجوزی ہیں، جنھوں نے مرآۃ الزمان میں اپنے نانا کے حالات جمع کیے اور اپنے نانا کی کتابوں کا تعارف کرایا ہے۔[4]

ذہبی نے لکھا ہے کہ ان کے ایک بھائی بھی تھے، ان کا نام عبدالرزاق تھا۔[5]

(مولانا ابوالکلام قاسمی شمسی)

---

[1] مرآۃ الزمان (سبط ابن الجوزی جلد ۸ ص ۲۰۹

[2] ذیل فوات الوفیات ج ۴

[3] مرآۃ الزمان (سبط ابن الجوزی جلد ۸ ص ۲۰۹

[4] مقدمہ فضائل القدس ص ۳۵

[5] المشتبہ (الذہبی ص ۱۲۲)